

رہے ان کو تہ تیغ کر دیا۔

**تیسرا سفر:** پھر آپ نے شمال کی جانب سفر فرمایا یہاں تک کہ ”سدین“ (دو پہاڑوں کے درمیان) میں پہنچے تو وہاں کی آبادی کی عجیب و غریب زبان تھی۔ ان لوگوں کے ساتھ اشاروں سے بمشکل بات چیت کی جاسکتی تھی۔ ان لوگوں نے حضرت ذوالقرنین سے یا جوج یا جوج کے مظالم کی شکایت کی اور آپ کی مدد کے طالب ہوئے۔

**یاجوج و ماجوج:** یہ یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک فسادی گروہ ہے۔ اور ان لوگوں کی تعداد بہت ہی زیادہ ہے۔ یہ لوگ بلا کے جنگجو خونخوار اور بالکل ہی وحشی اور جنگلی ہیں جو بالکل جانوروں کی طرح رہتے ہیں۔ موسم ربیع میں یہ لوگ اپنے غاروں سے نکل کر تمام کھیتیاں اور سبزیاں کھا جاتے تھے۔ اور خشک چیزوں کو لاد کر لے جاتے تھے۔ آدمیوں اور جنگلی جانوروں یہاں تک کہ سانپ، بچھو، گرگٹ اور ہر چھوٹے بڑے جانور کو کھا جاتے تھے۔

**سب سکندری:** حضرت ذوالقرنین سے لوگوں نے فریاد کی کہ آپ ہمیں یا جوج و ماجوج کے شر اور اُن کی ایذا رسائیوں سے بچائیے اور ان لوگوں نے ان کے عوض کچھ مال دینے کی بھی پیش کش کی تو حضرت ذوالقرنین نے فرمایا کہ مجھے تمہارے مال کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے سب کچھ دیا ہے۔ بس تم لوگ جسمانی محنت سے میری مدد کرو۔ چنانچہ آپ نے دونوں پہاڑوں کے درمیان بنیاد کھدوائی۔ جب پانی نکل آیا تو اس پر پگھلائے تانبے کے گارے سے پتھر جمائے گئے اور لوہے کے تختے نیچے اوپر چن کر اُن کے درمیان میں لکڑی اور کونلہ بھروادیا۔ اور اُس میں آگ لگوا دی۔ اس طرح یہ دیوار پہاڑ کی بلندی تک اونچی کر دی گئی اور دونوں پہاڑوں کے درمیان کوئی جگہ نہ چھوڑی گئی۔ پھر پگھلایا ہوا تانبا دیوار میں پلا دیا گیا جو سب مل کر بہت ہی مضبوط اور نہایت مستحکم دیوار بن گئی۔

(خزائن العرفان، ص ۵۴۵-۵۴۷، پ ۱۶، الکہف: ۸۶ تا ۹۸)

قرآن مجید کی سورہ کہف میں حَتّٰی اِذَا بَلَغَ مَعْرَبَ الشَّامِ سے مِنْ اَمْرِ نَا  
 یَسْرًا ۝۸۸ پہلے سفر کا ذکر ہے پھر ثُمَّ اتَّبَعَهُ سَبَبًا ۝۸۹ سے حُبْرًا ۝۹۰ تک دوسرے سفر کا  
 تذکرہ ہے اور ثُمَّ اتَّبَعَهُ سَبَبًا ۝۹۱ سے وَ كَانَ وَعْدُ رَبِّیْ حَقًّا ۝۹۲ تک تیسرے سفر  
 کی روداد ہے۔

**سب سکندری کب ٹوٹے گی؟** :- حدیث شریف میں ہے کہ یا جوج و ما جوج  
 روزانہ اس دیوار کو توڑتے ہیں اور دن بھر جب محنت کرتے کرتے اس کو توڑنے کے قریب  
 ہو جاتے ہیں تو ان میں سے کوئی کہتا ہے کہ اب چلو باقی کو کل توڑ ڈالیں گے۔ دوسرے دن  
 جب وہ لوگ آتے ہیں تو خدا کے حکم سے وہ دیوار پہلے سے بھی زیادہ مضبوط ہو جاتی ہے۔ جب  
 اس دیوار کے ٹوٹنے کا وقت آئے گا تو ان میں سے کوئی کہے گا کہ اب چلو۔ ان شاء اللہ تعالیٰ کل  
 اس دیوار کو توڑ ڈالیں گے۔ ان لوگوں کے ان شاء اللہ تعالیٰ کہنے کی برکت اور اس کلمہ کا یہ ثمرہ  
 ہوگا کہ دوسرے دن دیوار ٹوٹ جائے گی۔ یہ قیامت قریب ہونے کا وقت ہوگا۔ دیوار ٹوٹنے  
 کے بعد یا جوج و ما جوج نکل پڑیں گے اور زمین میں ہر طرف فتنہ و فساد اور قتل و غارت کریں  
 گے۔ چشموں اور تالابوں کا پانی پی ڈالیں گے اور جانوروں اور درختوں کو کھا ڈالیں گے۔ زمین  
 پر ہر جگہوں میں پھیل جائیں گے۔ مگر مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ و بیت المقدس ان تینوں شہروں میں یہ  
 داخل نہ ہو سکیں گے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ان لوگوں کی گردنوں میں کیڑے  
 پیدا ہو جائیں گے اور یہ سب ہلاک ہو جائیں گے۔ قرآن مجید میں ہے:

حَتّٰی اِذَا قُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ ۝۹۱

(پ ۱۷، الانبیاء: ۹۶)

**ترجمہ کنزالایمان** :- یہاں تک کہ جب کھولے جائیں گے یا جوج و ما جوج اور وہ ہر بلندی  
 سے ڈھلکتے ہوں گے۔

## ﴿۴۰﴾ شجر مریم رضی اللہ عنہا اور نھر جبریل علیہ السلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت بی بی مریم کے شکم سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے ہیں۔ جب ولادت کا وقت آیا تو حضرت بی بی مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا آبادی سے کچھ دور ایک کھجور کے سوکھے درخت کے نیچے تنہائی میں بیٹھ گئیں اور اُسی درخت کے نیچے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ چونکہ آپ بغیر باپ کے کنواری مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکم سے پیدا ہوئے۔ اس لئے حضرت مریم بڑی فکر مند اور بے حد اداس تھیں اور بدگوئی و طعنہ زنی کے خوف سے بستی میں نہیں آ رہی تھیں۔ اور ایک ایسی سنسان زمین میں کھجور کے سوکھے درخت کے نیچے بیٹھی ہوئی تھیں کہ جہاں کھانے پینے کا کوئی سامان نہیں تھا۔ ناگہاں حضرت جبریل علیہ السلام اتر پڑے اور اپنی ایڑی زمین پر مار کر ایک نہر جاری کر دی اور اچانک کھجور کا سوکھا درخت ہرا بھرا ہو کر پختہ پھل لایا۔ اور حضرت جبریل علیہ السلام نے حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پکار کر ان سے یوں کلام فرمایا:

فَاٰدٰیہَا مِنْ تَحْتِہَا اَلَّا تَحْزَنِیْ قَدْ جَعَلَ رَبُّکَ تَحْتَ سَرِیًّا ﴿۲۴﴾  
وَهَیْئَۃَ اِلَیْکَ بِجُدْعِ النَّحْلَةِ تُسْقٰطُ عَلَیْکَ رُطْبًا جَنِیًّا ﴿۲۵﴾ فَکُلِیْ وَاشْرَبِیْ وَقَرِّبِیْ عَیْنًا ﴿۲۶﴾ (پ ۱۶، مریم، ۲۴-۲۶)

ترجمہ کنزالایمان:۔۔ تو اسے اس کے تلے سے پکارا کہ غم نہ کھا بے شک تیرے رب نے تیرے نیچے ایک نہر بہادی ہے اور کھجور کی جڑ پکڑ کر اپنی طرف ہلاتا ہے پرتازی پکی کھجوریں گریں گی تو کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی رکھ۔

سو کھے درخت میں پھل لگ جانا اور نہر کا اچانک جاری ہونا، بلاشبہ یہ دونوں حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کرامات ہیں۔

درسِ ہدایت:۔۔ اس سے پہلے کے صفحات میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ حضرت بی بی مریم

رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب بچی تھیں اور بیت المقدس کی محراب میں عبادت کرتی تھیں تو بغیر کسی محنت کے وہاں بلا موسم کے پھل ملا کرتے تھے۔ مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے بعد بچی ہوئی کھجوریں تو حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ضرور ملیں۔ لیکن خداوند تعالیٰ کا حکم ہوا کہ کھجور کی جڑیں ہلاؤ تب تم کو کھجوریں ملیں گی۔ اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ آدمی جب تک صاحبِ اولاد نہیں ہوتا تو اس کو بلا محنت کے بھی روزی مل جایا کرتی ہے اور وہ کہیں نہ کہیں کھاپی لیا کرتا ہے۔ مگر جب آدمی صاحبِ اولاد ہو جائے تو اُس پر لازم ہے کہ محنت کر کے روزی حاصل کرے۔ دیکھو حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب تک صاحبِ اولاد نہیں ہوئی تھیں تو بلا کسی محنت و مشقت کے اُن کے محرابِ عبادت میں پھلوں کی روزی ملا کرتی تھی۔ مگر جب اُن کے فرزند حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہو گئے تو اب خدا کا یہ حکم ہوا کہ کھجور کے درخت کو ہلاؤ اور محنت کرو اور اس کے بعد کھجوریں ملیں گی۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

### بھلائی کی مہر اور گناہ معاف

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جو یہ دعا مجلس سے اٹھتے وقت تین مرتبہ پڑھے تو اس کی خطائیں مٹادی جاتی ہیں اور جو مجلس خیر و مجلس ذکر میں پڑھے تو اس کے لئے خیر (یعنی بھلائی) پر مہر لگادی جائے گی۔ وہ دعا یہ ہے:

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ.

(ابو داؤد شریف کتاب الادب ص ۶۶۷ ج ۲) (فیضان سنت، ج ۱ ص ۱۷۶)

## ﴿۲۱﴾ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پہلی تقریر

جب حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گود میں لے کر بنی اسرائیل کی ہستی میں تشریف لائیں تو قوم نے آپ پر بدکاری کی تہمت لگائی۔ اور لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ اے مریم! تم نے یہ بہت برا کام کیا۔ حالانکہ تمہارے والدین میں کوئی خرابی نہیں تھی۔ اور تمہاری ماں بھی بدکار نہیں تھی۔ بغیر شوہر کے تمہارے لڑکا کیسے ہو گیا؟ جب قوم نے بہت زیادہ طعنہ زنی اور بدگوئی کی تو حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا خود تو خاموش رہیں مگر ارشاد کیا کہ اس بچے سے تم لوگ سب کچھ پوچھ لو۔ تو لوگوں نے کہا کہ ہم اس بچے سے کیا اور کیونکر اور کس طرح گفتگو کریں؟ یہ تو ابھی بچہ ہے جو پالنے میں پڑا ہوا ہے۔ قوم کا یہ کلام سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تقریر شروع کر دی۔ جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یوں فرمایا ہے:

قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ ۙ اَتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا ۙ وَجَعَلَنِیْ مُبْرَکًا ۙ اٰیٰنَ مَا کُنْتُ ۙ وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّکٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا ۙ وَبَرًّا ۙ بِوَالِدَتِیْ ۙ وَلَمْ یَجْعَلَنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا ۙ وَالسَّلَامُ عَلٰی یَوْمٍ وُلِدْتُ ۙ وَ یَوْمَ اُمُوْتُ وَ یَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا ۙ (پ ۱۶، مریم: ۳۰-۳۳)

ترجمہ کنزالایمان:- بچہ نے فرمایا میں ہوں اللہ کا بندہ اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے غیب کی خبریں بتانے والا (نبی) کیا اور اس نے مجھے مبارک کیا میں کہیں ہوں اور مجھے نماز و زکوٰۃ کی تاکید فرمائی جب تک جیوں۔ اور اپنی ماں سے اچھا سلوک کرنے والا اور مجھے زبردست بد بخت نہ کیا اور وہی سلامتی مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں گا اور جس دن زندہ اٹھایا جاؤں گا۔

درس ہدایت:- ﴿۱﴾ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ ہے کہ پیدا ہوتے ہی فصیح زبان

میں ایسی جامع تقریر فرمائی۔ اس تقریر میں سب سے پہلے آپ نے اپنے کو خدا کا بندہ کہا۔ تاکہ کوئی انہیں خدا یا خدا کا بیٹا نہ کہہ سکے۔ کیونکہ لوگ آئندہ آپ پر تہمت لگانے والے تھے۔ اور یہ تہمت اللہ تعالیٰ پر لگتی تھی۔ اس لئے آپ کے منصب رسالت کا یہی تقاضا تھا کہ اپنی والدہ پر لگائی جانے والی تہمت کو رفع کرنے سے پہلے اس تہمت کو دفع کریں جو اللہ تعالیٰ پر لگائی جانے والی تھی۔ اللہ اکبر! سچ ہے خداوند قدوس جس کو نبوت کے شرف سے نوازتا ہے یقیناً اس کی ولادت نہایت ہی پاک اور طیب و طاہر ہوتی ہے اور بچپن ہی سے اس کی نبوت کے اعلیٰ آثار ظاہر ہونے لگتے ہیں۔

{۲} سورۃ مریم کے اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پورا ذکر میلاد شریف میں بیان فرمایا ہے اور آخر میں سلام کا ذکر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کا میلاد پڑھ کر آخر میں صلوٰۃ و سلام پڑھنا یہ اللہ تعالیٰ کی مقدس سنت ہے اور یہی اہل سنت و جماعت کا مبارک عمل ہے۔

{۳} حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مذکورہ بالا تقریر سے معلوم ہوا کہ نماز، زکوٰۃ اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک یہ ایسے فرائض ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں بھی فرض تھے۔

## ﴿۴۲﴾ حضرت ادریس علیہ السلام

آپ کا نام ”اخنوخ“ ہے۔ آپ حضرت نوح علیہ السلام کے والد کے دادا ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد آپ ہی پہلے رسول ہیں۔ آپ کے والد حضرت شیت بن آدم علیہما السلام ہیں۔ سب سے پہلے جس شخص نے قلم سے لکھا وہ آپ ہی ہیں۔ کپڑوں کے سینے اور سلے ہوئے کپڑے پہننے کی ابتداء بھی آپ ہی سے ہوئی۔ اس سے پہلے لوگ جانوروں کی کھالیں پہنتے تھے۔ سب سے پہلے ہتھیار بنانے والے، ترازو اور پیمانے قائم کرنے والے اور علم نجوم و حساب میں نظر فرمانے والے بھی آپ ہی ہیں۔ یہ سب کام آپ ہی سے شروع

ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر تیس صحیفے نازل فرمائے۔ اور آپ اللہ تعالیٰ کی کتابوں کا بکثرت درس دیا کرتے تھے۔ اس لئے آپ کا لقب ”ادریس“ ہو گیا۔ اور آپ کا یہ لقب اس قدر مشہور ہو گیا کہ بہت سے لوگوں کو آپ کا اصلی نام معلوم ہی نہیں۔ قرآن مجید میں آپ کا نام ”ادریس“ ہی ذکر کیا گیا ہے۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اُٹھالیا ہے۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شبِ معراج حضرت ادریس علیہ السلام کو چوتھے آسمان پر دیکھا۔ حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ سے مروی ہے۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے ملک الموت سے فرمایا کہ موت کا مزہ چکھنا چاہتا ہوں، کیسا ہوتا ہے؟ تم میری روح قبض کر کے دکھاؤ۔ ملک الموت نے اس حکم کی تعمیل کی اور روح قبض کر کے اُسی وقت آپ کی طرف لوٹا دی اور آپ زندہ ہو گئے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اب مجھے جہنم دکھاؤ تاکہ خوفِ الہی زیادہ ہو۔ چنانچہ یہ بھی کیا گیا جہنم کو دیکھ کر آپ نے دارِ وعدہ جہنم سے فرمایا کہ دروازہ کھولو، میں اس دروازے سے گزرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور آپ اس پر سے گزرے۔ پھر آپ نے ملک الموت سے فرمایا کہ مجھے جنت دکھاؤ، وہ آپ کو جنت میں لے گئے۔ آپ دروازوں کو کھلوا کر جنت میں داخل ہوئے۔ تھوڑی دیر انتظار کے بعد ملک الموت نے کہا کہ اب آپ اپنے مقام پر تشریف لے چلئے۔ آپ نے فرمایا کہ اب میں یہاں سے کہیں نہیں جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ تو موت کا مزہ میں چکھ ہی چکا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ وَإِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ جَاءَهُ الْوَارِدُہَا کہ ہر شخص کو جہنم پر گزرنا ہے تو میں گزر چکا۔ اب میں جنت میں پہنچ گیا اور جنت میں پہنچنے والوں کے لئے خداوندِ قدوس نے یہ فرمایا ہے کہ وَمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرِجِينَ کہ جنت میں داخل ہونے والے جنت سے نکالے نہیں جائیں گے۔ اب مجھے جنت سے چلنے کے لئے کیوں کہتے ہو؟ اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو وحی بھیجی کہ حضرت



اور لیس علیہ السلام نے جو کچھ کیا میرے اذن سے کیا اور وہ میرے ہی اذن سے جنت میں داخل ہوئے۔ لہذا تم انہیں چھوڑ دو۔ وہ جنت ہی میں رہیں گے۔ چنانچہ حضرت اور لیس علیہ السلام آسمانوں کے اوپر جنت میں ہیں اور زندہ ہیں۔

(خزائن العرفان، ص ۵۵۶-۵۵۷، مریم: ۵۶-۵۸)

حضرت اور لیس علیہ السلام کے آسمانوں پر اٹھائے جانے اور ان کو ملنے والی نعمتوں کا مختصر اور اجمالی تذکرہ قرآن مجید کی سورہ مریم میں ہے:

وَإِذْ كُنَّا فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا ۖ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ مِنْ ذُرِّيَّةِ آدَمَ ۖ (پ ۱۶، مریم: ۵۶-۵۸)

ترجمہ کنز الایمان:- اور کتاب میں اور لیس کو یاد کرو بیشک وہ صدیق تھا غیب کی خبریں دیتا اور ہم نے اسے بلند مکان پر اٹھا لیا یہ ہیں جن پر اللہ نے احسان کیا غیب کی خبریں بتانے والوں میں سے آدم کی اولاد سے۔

درس ہدایت:- حضرت اور لیس علیہ السلام کے واقعہ سے یہ ہدایت کا سبق ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا رسولوں اور نبیوں پر کتنا بڑا فضل و کرم اور انعام و اکرام ہے۔ اس لئے ہر مسلمان کے لئے واجب الایمان اور لازم العمل ہے کہ خداوند قدوس کے رسولوں اور نبیوں کی تعظیم و تکریم اور ان کا ادب و احترام رکھے اور ان کے ذکر جمیل سے خیر و برکت حاصل کرتا رہے۔ قرآن مجید کی مقدس آیتوں اور حدیثوں میں بار بار خدا کے ان برگزیدہ رسولوں اور نبیوں کا ذکر جمیل اس بات کی دلیل ہے کہ ان بزرگوں کا ذکر خیر اور تذکرہ موجب رحمت و باعث خیر و برکت ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)



## ﴿۴۳﴾ دریا کی موجوں سے ماں کی گود میں

فرعون کو نجومیوں نے یہ خبر دی تھی کہ بنی اسرائیل میں ایک ایسا بچہ پیدا ہوگا جو تیری سلطنت کی بربادی کا سبب ہوگا۔ اس لئے فرعون نے اپنی فوجوں کو یہ حکم دے دیا تھا کہ بنی اسرائیل میں جو لڑکا پیدا ہو اس کو قتل کر دیا جائے اسی مصیبت و آفت کے دور میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو ان کی والدہ نے فرعون کے خوف سے ان کو ایک صندوق میں رکھ کر صندوق کو مضبوطی سے بند کر کے دریائے نیل میں ڈال دیا۔ دریا سے نکل کر ایک نہر فرعون کے محل کے نیچے بہتی تھی۔ یہ صندوق دریائے نیل سے بہتے ہوئے نہر میں چلا گیا۔ اتفاق سے فرعون اور اس کی بیوی ”آسیہ“ دونوں محل میں بیٹھے ہوئے نہر کا نظارہ کر رہے تھے۔ جب ان دونوں نے صندوق کو دیکھا تو خدام کو حکم دیا کہ اس صندوق کو نکال کر محل میں لائیں۔ جب صندوق کھولا گیا تو اس میں سے ایک نہایت خوبصورت بچہ نکلا جس کے چہرہ پر حسن و جمال کے ساتھ ساتھ انوار نبوت کی تجلیات چمک رہی تھیں۔ فرعون اور آسیہ دونوں اس بچے کو دیکھ کر دل و جان سے اس پر قربان ہونے لگے اور آسیہ نے فرعون سے کہا کہ

قَرَّتْ عَيْنِي وَإِيَّاكَ لَا تَقْتُلُوهُ عَسَىٰ أَنْ يَنْفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا  
وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ① (پ ۲۰، القصص: ۹)

ترجمہ کنز الایمان:۔ یہ بچہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اسے قتل نہ کرو شاید یہ ہمیں نفع دے یا ہم اسے بیٹا بنا لیں اور وہ بے خبر تھے۔

اس پورے واقعہ کو قرآن مجید نے سورہ طہ میں اس طرح بیان فرمایا ہے کہ ترجمہ یہ ہے:  
”ترجمہ کنز الایمان: جب ہم نے تیری ماں کو الہام کیا جو الہام کرنا تھا کہ اس بچے کو صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دے تو دریا اسے کنارے پر ڈال لے کہ اسے وہ اٹھالے جو میرا دشمن اور اس کا دشمن ہے۔ میں نے تجھ پر اپنی طرف کی محبت ڈالی اور اس لئے کہ تو میری نگاہ کے سامنے

تیار ہو۔

چونکہ ابھی حضرت موسیٰ علیہ السلام شیر خوار بچے تھے۔ اس لئے ان کو دودھ پلانے والی کسی عورت کی تلاش ہوئی مگر آپ کسی عورت کا دودھ پیتے ہی نہیں تھے۔ ادھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ بے حد پریشان تھیں کہ نامعلوم میرا بچہ کہاں اور کس حال میں ہوگا؟ پریشان ہو کر انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن ”مریم“ کو جستجوئے حال کے لئے فرعون کے محل میں بھیجا۔ اور مریم نے جب یہ حال دیکھا کہ بچہ کسی عورت کا دودھ نہیں پیتا تو انہوں نے فرعون سے کہا کہ میں ایک عورت کو لاتی ہوں شاید کہ یہ اُس کا دودھ پینے لگیں۔ چنانچہ ”مریم“ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو فرعون کے محل میں لے کر گئیں اور انہوں نے جیسے ہی جوشِ محبت میں سینے سے چٹا کر دودھ پلایا تو آپ دودھ پینے لگے۔ اس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو اُن کا پھڑا ہوا لال مل گیا۔ اس واقعہ کا تذکرہ قرآن مجید کی سورہ قصص میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

وَأَصْبَحَ فُؤَادُ أُمِّ مُوسَىٰ فَرَّغًا ۚ إِن كَادَتْ لَتُبْدِي بِهِ لَوْلَا أَن رَّبَّنَا  
عَلَىٰ قَلْبِهَا لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝۱۰ وَقَالَتْ لِأُخْتِهِ قُصِّيهِ ۖ قَبَضَتْ  
بِهِ عَنْ جُنُبٍ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝۱۱ وَحَرَّمَ مَنَا عَلَىٰهِ الْمِرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ  
فَقَالَتْ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ أَهْلِ بَيْتٍ يَكْفُلُونَهُ لَكُمْ وَهُمْ لَهُ نَاصِحُونَ ۝۱۲  
فَرَدَدْنَاهُ إِلَىٰ أُمِّهِ كَى تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ۚ وَنَعْلَمُ أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ  
وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝۱۳

(پ ۲۰، القصص: ۱۰-۱۳)

ترجمہ کنزالایمان :- اور صبح کو موسیٰ کی ماں کا دل بے صبر ہو گیا ضرور قریب تھا کہ وہ اس کا حال کھول دیتی اگر ہم نہ ڈھارس بندھاتے اس کے دل پر کہ اسے ہمارے وعدہ پر یقین رہے اور (اس کی ماں نے) اس کی بہن سے کہا اس کے پیچھے چلی جا تو وہ اسے دور سے دیکھتی رہی اور ان

کو خبر نہ تھی اور ہم نے پہلے ہی سب دائیاں اس پر حرام کر دی تھیں تو بولی کیا میں تمہیں بتا دوں  
ایسے گھر والے کہ تمہارے اس بچہ کو پال دیں اور وہ اس کے خیر خواہ ہیں تو ہم نے اسے اس کی ماں  
کی طرف پھیرا کہ ماں کی آنکھ ٹھنڈی ہو اور غم نہ کھائے اور جان لے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے لیکن  
اکثر لوگ نہیں جانتے۔

**حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا نام:** حضرت موسیٰ علیہ السلام کی  
والدہ کا نام ”یوحاند“ اور باپ کا نام ”عمران“ ہے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن کا نام  
”مریم“ ہے۔ مگر یاد رکھو کہ یہ وہ مریم نہیں ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ہیں۔ حضرت  
عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ”مریم“ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن سے سینکڑوں برس بعد کو ہوئی  
ہیں۔ (صاوی، ج ۳، ص ۴۶، ۴۵)

**درس ہدایت:** { ۱ } اس واقعہ سے یہ سبق ملتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے تو دشمن  
سے وہ کام کرا لیتا ہے جو دوست بھی نہیں کر سکتے۔ دیکھ لیجئے کہ فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا  
سب سے بڑا دشمن تھا۔ مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش فرعون ہی کے گھر میں ہوئی۔  
{ ۲ } یہ بھی معلوم ہوا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کی حفاظت فرماتا ہے تو کوئی بھی اُس کو نہ ضائع  
کر سکتا ہے نہ ضرر پہنچا سکتا ہے۔ غور کرو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کس طرح بہ حفاظت، صحت و  
سلامتی کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے پھر اُن کی ماں کی گود میں پہنچا دیا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

### ﴿ ۴۴ ﴾ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بت شکنی

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بت پرستی کے معاملہ میں پہلے تو اپنی قوم سے مناظرہ کر کے حق  
کو ظاہر کر دیا۔ مگر لوگوں نے حق کو قبول نہیں کیا بلکہ یہ کہا کہ کل ہماری عید کا دن ہے اور ہمارا ایک  
بہت بڑا میلہ لگے گا، وہاں آپ چل کر دیکھیں کہ ہمارے دین میں کیا لطف اور کیسی بہار ہے۔  
اس قوم کا یہ دستور تھا کہ سالانہ ان لوگوں کا ایک میلہ لگتا تھا۔ لوگ ایک جنگل میں جمع ہوتے

اور دن بھر لہو و لعب میں مشغول رہ کر شام کو بت خانہ میں جا کر بتوں کی پوجا کرتے اور بتوں کے چڑھاوے، مٹھائیوں اور کھانوں کو پرشاد کے طور پر کھاتے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام قوم کی دعوت پر تھوڑی دور تو میلہ کی طرف چلے لیکن پھر اپنی بیماری کا عذر کر کے واپس چلے آئے اور قوم کے لوگ میلہ میں چلے گئے۔ پھر جو میلہ میں نہیں گئے آپ نے اُن لوگوں سے صاف صاف کہہ دیا:

وَاللّٰهُ لَا كَيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تَوَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿٥٧﴾

(پ ۱۷، الانبیاء: ۵۷)

ترجمہ کنز الایمان:۔ اور مجھے اللہ کی قسم ہے میں تمہارے بتوں کا برا چاہوں گا بعد اس کے کہ تم پھر جاؤ پیٹھ دے کر۔

چنانچہ اس کے بعد آپ ایک کلباڑی لے کر بت خانہ میں تشریف لے گئے اور دیکھا کہ اس میں چھوٹے بڑے بہت سے بت ہیں اور دروازہ کے سامنے ایک بہت بڑا بت ہے۔ ان جھوٹے معبودوں کو دیکھ کر تو حیدر الہی کے جذبہ سے آپ جلال میں آ گئے اور کلباڑی سے مار مار کر بتوں کو چکنا چور کر ڈالا اور سب سے بڑے بت کو چھوڑ دیا اور کلباڑی اُس کے کندھے پر رکھ کر آپ بت خانہ سے باہر چلے آئے۔ قوم کے لوگ جب میلہ سے واپس آ کر بت پوجنے اور پرشاد کھانے کے لئے بت خانہ میں گھسے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اُن کے دیوتا ٹوٹے پھوٹے پڑے ہوئے ہیں۔ ایک دم سب بوکھلا گئے اور شور مچا کر چلانے لگے۔

مَنْ فَعَلَ هَذَا بِآلِهَتِنَا اِنَّهٗ لَمِنَ الظَّالِمِيْنَ ﴿٥٩﴾ (پ ۱۷، الانبیاء: ۵۹)

ترجمہ کنز الایمان:۔ کس نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ کام کیا بیشک وہ ظالم ہے۔

تو کچھ لوگوں نے کہا کہ ہم نے ایک جوان کو جس کا نام ”ابراہیم“ ہے اس کی زبان سے ان بتوں کو برا بھلا کہتے ہوئے سنا ہے۔ قوم نے کہا کہ اس جوان کو لوگوں کے سامنے لاؤ۔ شاید لوگ

گواہی دیں کہ اُس نے بتوں کو توڑا ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بلائے گئے۔ تو قوم کے لوگوں نے پوچھا کہ اے ابراہیم! کیا تم نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ سلوک کیا ہے؟ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارے اس بڑے بت نے کیا ہوگا کیونکہ کلباڑی اس کے کاندھے پر ہے۔ آخر تم لوگ اپنے ان ٹوٹے پھوٹے خداؤں ہی سے کیوں نہیں پوچھتے کہ کس نے تمہیں توڑا ہے؟ اگر یہ بت بول سکتے ہوں تو ان ہی سے پوچھ لو وہ خود بتا دیں کہ کس نے انہیں توڑا ہے۔ قوم نے سر جھکا کر کہا کہ اے ابراہیم! ہم ان خداؤں سے کیا اور کیسے پوچھیں؟ آپ تو جانتے ہی ہیں کہ یہ بت بول نہیں سکتے۔ یہ سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جلال میں ٹپ کر فرمایا:

قَالَ أَتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَلَا يَضُرُّكُمْ ۖ ﴿٦٦﴾

اَفِ لَكُمْ وَلِبَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۚ اَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٦٧﴾

(پ ۱۷، الانبیاء: ۶۶-۶۷)

ترجمہ کنزالایمان:- کہا تو کیا اللہ کے سوا ایسے کو پوجتے ہو جو نہ تمہیں نفع دے اور نہ نقصان پہنچائے۔ تفہیم ہے تم پر اور ان بتوں پر جن کو اللہ کے سوا پوجتے ہو تو کیا تمہیں عقل نہیں۔

آپ کی اس حق گوئی کا نعرہ سن کر قوم نے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ شور مچایا اور چلا چلا کر بت پرستوں کو بلایا۔

حَرِّقُوهُ وَانصُرُوا آلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فاعِلِينَ ﴿٦٨﴾ (پ ۱۷، الانبیاء: ۶۸)

ترجمہ کنزالایمان:- ان کو جلا دو اور اپنے خداؤں کی مدد کرو اگر تمہیں کرنا ہے۔

چنانچہ ظالموں نے اتنا لمبا چوڑا آگ کاالاؤ جلایا کہ اس آگ کے شعلے اتنے بلند ہو رہے تھے کہ اس کے اوپر سے کوئی پرندہ بھی اڑ کر نہیں جاسکتا تھا۔ پھر آپ کو ننگے بدن کر کے ان ظلم و ستم کے جسموں نے ایک گوبھن کے ذریعے اس آگ میں پھینک دیا اور اپنے اس خیال میں مگن تھے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جل کر راکھ ہو گئے ہوں گے، مگر احکم الحاکمین کا فرمان اس

آگ کے لئے یہ صادر ہو گیا کہ

قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ﴿٦٩﴾ (پ ۱۷، الانبیاء: ۶۹)

ترجمہ کنزالایمان: ہم نے فرمایا اے آگ ہو جا ٹھنڈی اور سلامتی ابراہیم پر۔

چنانچہ نتیجہ یہ ہوا جس کو قرآن نے اپنے قاهرانہ لہجے میں ارشاد فرمایا کہ

وَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَخْسَرِينَ ﴿٧٠﴾ (پ ۱۷، الانبیاء: ۷۰)

ترجمہ کنزالایمان: اور انہوں نے اس کا برا چاہا تو ہم نے انہیں سب سے بڑھ کر زیاں کار کر دیا۔

آگ بجھ گئی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام زندہ اور سلامت رہ کر نکل آئے اور ظالم لوگ کفِ افسوس مل کر رہ گئے۔

**حضرت ابراہیم علیہ السلام کا توکل:** روایت ہے کہ جب نمرود نے اپنی ساری قوم کے روبرو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینک دیا تو زمین و آسمان کی تمام مخلوقات چیخ مار مار کر بارگاہِ خداوندی میں عرض کرنے لگیں کہ خداوند! تیرے خلیل آگ میں ڈالے جا رہے ہیں اور اُن کے سوا زمین میں کوئی اور انسان تیری توحید کا علمبردار اور تیرا پرستار نہیں، لہذا تو ہمیں اجازت دے کہ ہم ان کی امداد و نصرت کریں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ابراہیم میرے خلیل ہیں اور میں اُن کا معبود ہوں تو اگر حضرت ابراہیم تم سبھوں سے فریاد کر کے مدد طلب کریں تو میری اجازت ہے کہ سب ان کی مدد کرو۔ اور اگر وہ میرے سوا کسی اور سے کوئی مدد طلب نہ کریں تو تم سب سن لو کہ میں ان کا دوست اور حامی و مددگار ہوں۔ لہذا تم اب اُن کا معاملہ میرے اوپر چھوڑ دو۔ اس کے بعد آپ کے پاس پانی کا فرشتہ آیا اور کہا کہ اگر آپ فرمائیں تو میں پانی برسا کر اس آگ کو بجھا دوں۔ پھر ہوا کا فرشتہ حاضر ہوا اور اس نے کہا کہ اگر آپ کا حکم ہو تو میں زبردست آندھی چلا کر اس آگ کو اڑا دوں تو آپ نے ان دونوں فرشتوں